

HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic & Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: 2664-4916 (P) 2664-4924 (E)

Home Page: <http://habibiaislamicus.com>

Approved by HEC in Y Category

Indexing: IRI (AIU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER: HABIBIA RESEARCH ACADEMY

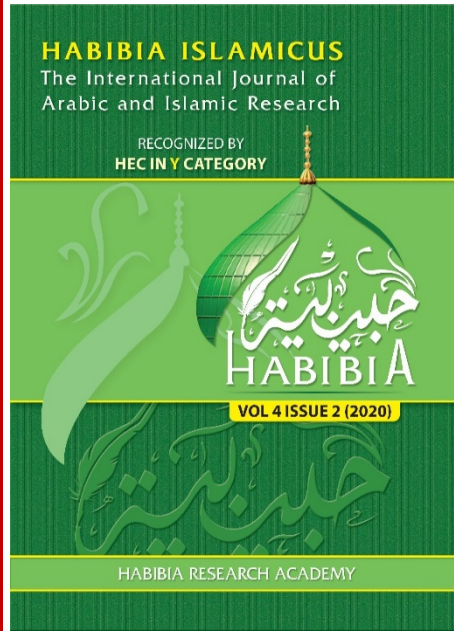
Project of JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,

Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration

Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).



TOPIC:

BEGINNING OF LANGUAGE AND ITS THEORIES (A COMPARATIVE ANALYSIS)

ابتداء لغت اور اس سے متعلق نظریات (ایک تقابلی جائزہ)

AUTHORS:

1. Luqman Bashir, Research Scholar, Department of Arabic, FUUAST, Karachi. Lecturer, Arabic Department, National University of Modern Languages, Karachi. Email: luqman_bashir@hotmail.com, Orcid ID: <https://orcid.org/0000-0002-4177-186X>

HOW TO CITE: Bashir, Luqman. 2020. "URDU 6 BEGINNING OF LANGUAGE AND ITS THEORIES (A COMPARATIVE ANALYSIS): (ابتداء لغت اور اس سے متعلق نظریات) (ایک تقابلی جائزہ)". *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research)* 4 (2):81-92. <https://doi.org/10.47720/hi.2020.0402u06>. URL: <http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/134>

Vol. 4, No.2 || July –December 2020 || P. 77-86
Published online: 2020-12-10

QR. Code



BEGINNING OF LANGUAGE AND ITS THEORIES (A COMPARATIVE ANALYSIS)

ابتداء لغت اور اس سے متعلق نظریات (ایک تقابلی جائزہ)

Luqman Bashir

ABSTARCT

One of the most important qualities bestowed on man is the ability to speak, which enables him to communicate with his peers, to convey his remorse to them, and to understand their remorse. Nazq is based on language and the different phonetic effects that come from its use and its harmony with different meanings. Human language allows one to transfer one's thoughts and feelings and one's thoughts and ideas to other human beings. He has a high potential which has inhabited a world of thought and imagination in this world of color and smell. All philosophies, all religions, all systems, even human life all depend on language and its capacity The researcher will discuss this topic in this article.

KEYWORDS: Beginning of Language, Theories of Language, Comparative Analysis of theories of languages.

انسان کو ودیعت کی گئی بے شمار خاصیات میں سے ایک اہم صلاحیت نطق یا کلام کی صلاحیت ہے جس کی بدولت وہ اپنے ہم جنسوں سے رابطہ قائم کر کے اپنا مافی الضمیر ان تک پہنچا سکتا ہے اور ان کے مافی الضمیر کو سمجھ سکتا ہے۔ انسانی نطق کی بنیاد زبان اور اس کے استعمال سے پیدا ہونے والے مختلف صوتی اثرات اور ان کی مختلف معنی سے ہم آہنگی پر ہے۔ انسان زبان کی بدولت اپنے خیالات و احساسات اور اپنی سوچ و فکر کو دوسرے انسانوں تک منتقل کرنے کی وارفع و اعلیٰ صلاحیت رکھتا ہے جس نے اس جہان رنگ و بو میں فکر و تخیل کی ایک دنیا آباد کر دی ہے۔ تمام فلسفے، تمام مذاہب، تمام نظام یہاں تک کے انسانی زندگی کا سارا دار و مدار زبان اور اس کی صلاحیت پر ہی ہے، تحقیق نگار اس آرٹیکل میں اسی حوالہ سے بحث پیش کرے گا۔

لغت کی ابتدا: کوئی بھی قدرتی مواصلاتی نظام انسانی زبان کی طرح نہیں ہے۔ انسانی زبان لاتعداد عنوانات (موسم، جنگ، ماضی، مستقبل، ریاضی، گپ شپ، پریوں کی کہانیاں) پر خیالات کا اظہار کر سکتی ہے۔ اس کا استعمال صرف معلومات تک پہنچانے کے لئے نہیں، بلکہ معلومات (سوالات) طلب کرنے اور احکامات دینے کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے۔ ہر انسانی زبان میں دسیوں ہزار الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو کئی درجن آوازوں اور صوتی اثرات سے مل کر تشکیل پاتے ہیں۔ انسان بولنے کے دوران الفاظ سے باہر لاتعداد جملے فقرے اور عبارتیں تیار کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ سابقوں اور لاحقوں کا ایک طویل مجموعہ بھی پایا جاتا ہے نیز جملے کے معنی انفرادی الفاظ کے معانی سے بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سب سے زیادہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہر عام بچہ دوسروں کے استعمال کو سننے سے پورا نظام سیکھ لیتا ہے۔^(۱) ہمارے علم میں ایسا کوئی انسانی دور نہیں ہے جس میں انسانوں کی کوئی نہ کوئی زبان نہ رہی ہو۔^۲

لغت کی ابتداء سے متعلق اہم سوالات: زبان کی ابتداء کی اس بحث کے دوران کئی اہم سوالات اٹھائے گئے جن کے جوابات اس موضوع کو واضح کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ زبان کی ابتداء پر ہونے والی تحقیق کے دوران اٹھائے جانے والے سوالات میں سے اہم سوالات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کیا زبان خدا کی طرف سے انسانوں کو عطا کیا گیا تحفہ ہے یا پھر انسان کے عمل ارتقاء کے نتیجے میں زبان کی تشکیل اور ارتقاء کا عمل وقوع پذیر ہوا۔

۲۔ کیا زبان اچانک یا آہستہ آہستہ نمودار ہوئی؟ اگر زبان اور بولنے کی صلاحیت رفتہ رفتہ انسانی ارتقاء کے نتیجے میں پیدا ہوئی تو پھر وہ کون سے قابل عمل درمیانی درجات تھے جن سے گزر کر اولین انسانی زبان تیار ہوئی تھی نیز ارتقاء اور مختلف درمیانی درجات کے کیا ثبوت ہیں۔

۳۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ جدید زبانوں کی ساخت مقیاسی ہے، یہ سوال ابھر تا ہے کہ کیا تدریجی ارتقاء کسی ایک ماڈیول پر یا صرف ان میں سے کچھ پر یا صرف مجموعی ڈھانچے لاگو ہو گا؟

۴۔ جدید انسانی زبان کی سب سے پہلی اصل یا اولین انسانی زبان کے ظہور کا ممکنہ وقت کیا تھا؟

۵۔ کیا زبان کا استعمال اور نطق کی غیر منفرد تصور کی جانے والی صلاحیت صرف انسانوں کے ساتھ خصوصی طور پر وابستہ ہے؟

۶۔ کیا مختلف زبانیں ایک دوسرے سے الگ تھلگ ارتقاء پذیر ہوئیں یا ان سب کی اصل ایک ہی تھی؟

۷۔ ہو مو جینس نوع (Homo genus) کے ارتقاء کے بارے میں دائمی ثبوت کے ساتھ پوزیشن کتنی مستقل ہے؟

۸۔ لسانی تنوع کیسے شروع ہوا؟ کیا ایک زبان سے ابتداء ہوئی یا مختلف زبانیں ایک دوسرے سے جدا جدا نمود پذیر ہوئیں؟

۹۔ بات چیت، مواصلات، سوچ و فکر اور زبان کے درمیان تاریخی تعلق اور رشتہ کیا ہے؟

۱۰۔ اشاراتی زبان اور بولے جانے والی زبان کے درمیان امتیاز سے کیا تعلق سامنے آتا ہے وغیرہ وغیرہ؟

یہ وہ اہم سوالات ہیں جو اس موضوع پر تحقیق کے دوران اٹھائے جا رہے ہیں اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر ان سوالات کے تسلی بخش جوابات مل جائیں تو ہم زبان کی ابتداء کی گتھی کو سلجھا سکتے ہیں اور یہ جاننے کے قابل ہو سکتے ہیں کہ جب انسان نے اس دنیا میں قدم رکھا تو وہ کون سی زبان بولتا تھا۔

ابتداء لغت سے متعلق نظریات: انسان نے کب اور کیسے زبان کا استعمال شروع کیا اور سب سے پہلی زبان کون سی تھی؟ یہ ایک انتہائی پیچیدہ موضوع ہے جس کے بارے میں بڑے پیمانے پر قیاس آرائیاں کی گئی ہیں۔ جہاں ایک طرف اس علم کے ماہرین اور محققین نے ابھی تک کے دستیاب ثبوتوں کی بنیاد پر کئی طرح کے نظریات اور مفروضے قائم کیے ہیں وہیں دوسری طرف مذہب اور الہامی علوم پر اعتقاد رکھنے والوں کا بھی اس موضوع پر ایک الگ نقطہ نظر ہے۔ حالیہ برسوں میں اس موضوع پر کافی تحقیق ہوئی ہے جس نے ماہر لسانیات

اور دیگر شعبوں کے ماہرین مثلاً ماہرین نفسیات، ماہرین بشریات، ماہرین نیورولسانیات، ماہرین ارتقائی حیاتیات، ماہرین معاشیات، اور حسابی لسانیات کے ماہرین (Computational Linguists) کے درمیان معلومات کے تبادلے میں اضافہ کیا ہے۔^(۳) مندرجہ بالا شعبوں کے ماہرین کی مشترکہ کاوشوں کی وجہ سے زبان کی ابتداء کا خاکہ بظاہر کافی حد تک واضح ہوتا نظر آتا ہے تاہم ابھی بھی کوئی حتمی نظریہ قائم کرنا آسان نہیں ہے۔ Bernard Campbell نے اپنی کتاب "Humankind Emerging" میں اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ

میں کیا:^(۴) "We simply do not know, and never will, how or when language began."

ترجمہ: اگر سادہ الفاظ میں بات کی جائے تو ہم نہیں جانتے اور نہ ہی کبھی جان سکتے ہیں کہ زبان کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی۔

زبان کی ابتداء کے موضوع کی حساسیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس پر تحقیق کے دوران ایسا بھی دور آیا جب یہ موضوع کافی حساس نوعیت اختیار کر گیا تھا اور اس دوران ماہر لسانیات سوسائٹی ڈی لینگویسٹک ڈی پیرس (The Société de Linguistique de Paris) کی مجلسوں میں اس موضوع پر گفتگو کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ اس دوران اٹھارہویں اور انیسویں صدی کے یورپی فلسفیوں اور لسانیات کے محققین کے مابین متعدد اختلافات اور تنازعات بھی سامنے آئے۔

ابتداء لغت اور مغربی نظریات: بیسویں صدی کے دوران زبان کی ابتداء سے متعلق بہت سے نظریات سامنے آئے ہیں لیکن سب کے سب صرف اندازوں پر مشتمل ہیں اور قیاس آرائیوں پر مشتمل ہیں۔

جانوروں کی نقالی کا نظریہ (Bow wow or Cuckoo Theory): اس نظریہ کے مطابق انسانوں کی ابتدائی زبان جانوروں سے ملتی جلتی آوازوں پر مشتمل تھی۔ جانوروں اور پرندوں کی آوازوں کی نقل کے طور پر ابتدائی الفاظ وجود میں آئے۔ یہ ابتدائی انسانی آوازیں کتے، بلی اور بٹخ وغیرہ جیسے جانوروں کی آوازوں کی نقل تھیں۔

بے ساختہ اظہار کا نظریہ (Pooh – Pooh Theory): اس نظریے کے مطابق انسان کی اولین زبان ان آوازوں پر مشتمل تھی جو انسانی جذبات سے برآمد ہوتی ہیں مثلاً درد، خوشی، حیرت وغیرہ سے پیدا ہونے والی آوازیں۔ مثلاً درد کی صورت میں رونے کی آواز۔

ماحول سے ہم آہنگی کا نظریہ (Max Mullar (Ding Dong Theory): نے "Ding Dong Theory" کا نظریہ پیش کیا جس کے مطابق ماحول میں موجود اشیاء کی ضروری خوبیوں کے جواب میں انسانی زبان کی تشکیل ہوئی۔ لوگوں کی اصل آوازیں ان کے آس پاس کی دنیا کے ساتھ ہم آہنگ تھیں۔

جسمانی مشقت کا صوتی نظریہ (Ye he ho theory) (Ye he ho theory): کے مطابق زبان کا آغاز انسان کی محنت و مشقت کی صورت میں نکلنے والی آوازوں سے ہوا ہے۔ محنت و مشقت کے دوران پٹھوں کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کے نتیجے میں مختلف طرح کی آوازیں پیدا ہوتی ہیں یہی آوازیں دراصل ابتدائی الفاظ تھے جو انسان کی زبان سے نکلے تھے۔

دستی اشاروں کی نقالی کا نظریہ (Ta ta theory) کے نظریے کے مطابق، انسانوں نے زبان کی نقل و حرکت کے ذریعہ ابتدائی الفاظ تیار کیے جو دستی اشاروں کی نقالی کرتے تھے، اور انھیں قابل سماعت بنادیتے ہیں۔ یہ تمام نظریات انتہائی محدود نوعیت کے ہیں اور کوئی واضح نقطہ نظر پیش نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ ان سب کو ملا کر بھی کوئی واضح صورت نہیں بنتی۔ John Rupert Firth کے بقول:

The most primitive and indispensable words of language are just those which could not possibly have originated from imitation – the first object of language must have been to make known material wants, not to call attention to the song of nightingale or to discuss the ornithology of cuckoo. ⁽⁵⁾

ترجمہ: زبان کے سب سے قدیم اور ناگزیر الفاظ صرف وہی ہیں جو ممکنہ طور پر نقالی ہی سے پیدا نہیں ہو سکتے تھے۔ زبان کا پہلا مقصد لازمی طور پر معلوم مادے wants کو بنانا ہوتا تھا، رات کے گیت کی طرف توجہ نہیں دینا یا کوکلی کی غاشی پر بحث کرنا۔

John Rupert Firth یہ واضح کرتا ہے کہ زبان کے سب سے قدیم اور ناگزیر الفاظ یقیناً ایسے الفاظ ہیں جو ممکنہ طور پر صرف نقالی سے پیدا نہیں ہو سکتے تھے۔ زبان کا پہلا مقصد لازمی طور پر معلوم مادی ضروریات کی تکمیل تھا نہ کہ بلبل کے گیتوں کی طرف توجہ مبذول کرانا یا کوئل سے متعلق علم الطیور کی بحث کرنا۔

ہیرودوٹس کا نظریہ: اولین زبان کی پہچان کی کوششوں کے حوالے سے ہیرودوٹس (Herodotus) نے بھی ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اس کے مطابق، فرعون سمیٹی چوس اول (Psammetichus I) 26 ویں خاندان کا حکمران تھا اور سمیٹک (Psamtik) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس کا دور ساتویں صدی قبل مسیح کا تھا۔ اس نے قدیم ترین قوم کا تعین کرنے اور دنیا کی اصل زبان کے متعلق جاننے کا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کے لئے اس نے ایک چرواہے کے ذریعہ دو بچوں کی پرورش کرانے کا حکم دیا اور اس سے منع کیا کہ وہ ان بچوں کو ایک لفظ بھی سننے نہ دے اور اسے حکم دیا کہ بچوں کی پہلی گفتگو یا لفظ کی ادائیگی کی اطلاع دے۔ ⁽⁶⁾

مفروضہ یہ تھا کہ کسی خارجی اثر کے بغیر بچے جو پہلا لفظ زبان سے ادا کریں گے وہ تمام انسانوں کی اصل زبان یا اولین زبان کا لفظ ہو گا۔ دو سال کے بعد چرواہے نے اطلاع دی کہ ایک دن کمرے میں داخل ہونے پر بچے اس کے پاس آئے اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر "بیکوس" کا لفظ پکارا۔ تفتیش کرنے پر، فرعون کو پتہ چلا کہ یہ "گندم کی روٹی" کے لئے فرائیجیئن (Phrygian) زبان کا لفظ ہے جس کے بعد مصریوں نے اعتراف کیا کہ فرائیجیئن (Phrygian) قوم ان سے زیادہ قدیم قوم ہے۔ ⁽⁷⁾ یہ کہانی "منوجینیسیس نظریہ" (monogenesis) کی ترجمانی کرتی نظر آتی ہے جس کے مطابق ایک ہی زبان تمام جدید زبانوں کی حتمی اصل تھی۔ ⁽⁸⁾

اسی طرح کا ایک واقعہ اسکاٹ لینڈ کے چوتھے بادشاہ جیمس (King James) کی طرف بھی منسوب ہے۔ اس نے بھی اسی طرح تحقیق کر کے پتہ چلانے کی کوشش کی کہ اولین زبان یا انسانوں کی اصل زبان کون سی ہے۔ تاہم جیمس (King James) کے تجربے کے مطابق عبرانی (Hebrew) دنیا کی قدیم ترین زبان ہے۔^(۹)

افلاطون کا نظریہ: افلاطون کا ایک مکالمہ نقل کیا جاتا ہے جس میں اس نے یہ بحث کی ہے کہ یونانی زبان میں پہلے الفاظ کیسے سامنے آئے۔ دو شاگردوں کراٹیل (Cratylus) اور ہیرموجنس (Hermogenes) سے بات چیت کے مطابق، سقراط دعویٰ کرتا ہے کہ نام اصل میں ان ہستیوں کے جوہر کے حامل تھے جن کی طرف وہ اشارہ کرتے ہیں۔ تاہم نسل در نسل منتقلی نے ان کی شفافیت کو متاثر کیا ہے، جس سے وہ مبہم ہو گئے ہیں اور انہیں روایتی بے قاعدہ علامتوں تک محدود کر دیا گیا ہے۔ واضح طور پر دوسری زبانوں میں استعمال ہونے کے بعد الفاظ مزید غیر واضح ہو جاتے ہیں پھر انہیں "وحشیوں کی زبان کے الفاظ" سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان کی جڑوں کو تلاش کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سقراط نے اشیاء کے ناموں اور الفاظ کے الہامی ہونے کے نظریے کو مسترد کر دیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ اتنے نامکمل اور ناقص کے حامل ہیں کہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتے۔ حال ہی میں، زبانوں کے ارتقاء اور تنوع میں آبادی کی نقل و حرکت اور زبان کے رابطوں کے منسوخ ہونے کے حوالے سے Cavalli-Sforza نے تحقیق کی ہے اس نے استدلال کیا ہے کہ انسانوں کی ہجرت کی وجہ سے زبان تبدیل ہو گئی۔ اس کے مطابق خیال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب انسانی آبادی وطن سے ہجرت کر گئی تو اس دوران ان کی اصل زبان بدل گئی۔ منتشر آبادی کے مابین بعد کے رابطوں نے اور بھی تبدیلیاں پیدا کیں۔ یوں مختلف زبانیں وجود میں آ گئیں۔^(۱۰)

روسو (Rousseau) کا نظریہ: روسو (Rousseau) نے بھی یہ فرض کیا کہ معاشرتی ماحولیاتی دباؤ کے تحت جدید زبان ابھری، خاص طور پر ایک دوسرے مدد فراہم کرنے کے لئے اور یہ سمجھنے کے لئے کہ خطرے سے بچنے کے لئے انہیں کیا کرنا ہے۔ روسو نے زبان کے ارتقا کی تدریجی طور پر تشریح کی، ہومو نسل کے ذہنی، معاشرتی اور ماحولیاتی ڈھانچے میں تبدیلیوں کو بتدریج تعبیر کیا۔ روسو نے جدید زبان کی ابتداء کے علمی مفروضے پر یہ بحث کرتے ہوئے سوال اٹھایا کہ خدا نے جس زبان کی تعلیم دی تھی اور نوح کی نسل نے جو زبان ان سے سیکھی تھی وہ بعد نوح علیہ السلام کی اولاد کے زراعت ترک کرنے اور بکھر جانے کے بعد ختم ہو گئی۔ اس کے بعد کی زبانیں ایک نئی ایجاد ہیں۔^(۱۱)

چارلس ڈارون کا نظریہ: انیسویں صدی میں، زبان کے ماخذ پر چارلس ڈارون (Charles Darwin) نے "The Descent of Man" نامی اپنی کتاب میں ۱۸۷۱ء میں تبصرہ کیا تھا کہ:

The evolution of language was in several ways reminiscent of that of mankind itself. He hypothesized that it had emerged gradually, had not been given by God or invented by design by humans, and could also be explained by natural selection.^(۱۲)

ترجمہ: زبان کا ارتقاء متعدد طریقوں سے بنی نوع انسان کی ہی یاد دہانی کر رہا تھا۔ انہوں نے یہ قیاس کیا کہ یہ آہستہ آہستہ ابھر رہا ہے، خدا کی طرف سے نہیں دیا گیا تھا یا انسانوں نے ڈیزائن کے ذریعہ ایجاد نہیں کیا تھا، اور قدرتی انتخاب کے ذریعہ بھی اس کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔

چارلس ڈارون (Charles Darwin) کے مطابق زبان کا ارتقاء متعدد طریقوں سے خود بنی نوع انسان کی یاد دلانے والا تھا۔ اس نے یہ مفروضہ قائم کیا کہ زبان اور منطق کی صلاحیت آہستہ آہستہ ابھر کر سامنے آئی ہے یہ خدا کی طرف سے عطا کردہ نہیں ہے اور نہ ہی اسے انسانوں نے ڈیزائن کر کے ذریعہ ایجاد کیا تھا بلکہ اس عمل کی وضاحت قدرتی انتخاب (natural selection) کے ذریعہ جاسکتی ہے۔ ڈارون زبان کی تخلیق کا سبب قدرتی انتخاب کے اصول کو سمجھتا تھا۔ Salikoko S. Mufwene نے ڈارون کے نظریہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

*He was among the first to correlate the evolution of language with that of the human mind (see also Müller 1880 [1861]), thus accounting for why parrots cannot produce original spoken messages intentionally, although they can imitate human speech fairly accurately. Showing what an important driver role the human mind has played in the evolution of language, he argued that it was for the same reason that other primates do not use their buccopharyngeal structure to speak*¹³...

ترجمہ: وہ زبان کے ارتقاء کو انسانی ذہن کے ساتھ ارتباط کرنے والے اولین لوگوں میں شامل تھا (یہ بھی دیکھو کہ مولر 1880 [1861])، اس لئے محاسبہ کیا جاتا ہے کہ طوطے جان بوجھ کر اصل بولنے والے پیغامات کیوں نہیں پیش کر سکتے ہیں، حالانکہ وہ انسانی تقریر کی صحیح طور پر نقالی کر سکتے ہیں۔ زبان کے ارتقاء میں انسانی ذہن نے ڈرائیور کا کیا اہم کردار ادا کیا ہے، اس کی دلیل دیتے ہوئے انہوں نے دلیل پیش کیا کہ یہی وجہ ہے کہ دوسرے پریمیٹ اپنی بولی کو فربجیکل ڈھانچے کو بولنے کے لئے استعمال نہیں کرتے ہیں۔

Salikoko کے مطابق ڈارون، زبان کے ارتقاء کو انسانی ذہن کے ساتھ ارتباط کرنے والے اولین لوگوں میں شامل تھا۔ تاہم یہ سوال اٹھا یا جاتا ہے کہ طوطے جان بوجھ کر ارادی طور پر اصل بولنے والے پیغامات کیوں نہیں پیش کر سکتے ہیں، حالانکہ وہ انسانی کلام کی صحیح طور پر نقالی کر سکتے ہیں۔ زبان کے ارتقاء میں انسانی ذہن نے مہمیز دینے والی قوت کا اہم کردار ادا کیا ہے، اس کی دلیل دیتے ہوئے انہوں نے دلیل پیش کیا کہ یہی وجہ ہے کہ دوسرے پریمیٹ بولنے کے لئے انسانوں کی مانند نظام حلقوم کے ڈھانچے (buccopharyngeal structure) کو بولنے کے لئے استعمال نہیں کرتے ہیں۔

ایک متعلقہ سوال یہ ہے کہ زبان کے کون سے ایسے پہلو ہیں جو صرف زبان کے ساتھ خاص ہوتے ہیں اور کون سے دوسرے پہلو ہیں جو انسانی صلاحیتوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں؟ ایسی خاص صلاحیتیں جو دوسرے جانوروں میں نظر نہیں آتی ہیں۔ یہ مسئلہ خاص طور پر تنازعہ ہے۔ کچھ محققین کا دعویٰ ہے کہ زبان کی ہر چیز دوسری انسانی صلاحیتوں سے تعمیر شدہ ہے مثلاً نقالی اور تقلید کی صلاحیت، بڑی تعداد میں معلومات (الفاظ سیکھنے کے لئے دونوں کی ضرورت ہے) حفظ کرنے کی صلاحیت، بات چیت کی خواہش، دوسروں کے ارادوں اور عقائد کی تفہیم، اور تعاون کرنے کی صلاحیت وغیرہ۔ موجودہ تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی یہ صلاحیتیں بندروں اور دوسرے جانوروں

میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ دوسرے محققین ان عوامل کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن دلیل دیتے ہیں کہ انسانی دماغوں کو اضافی تبدیلیوں کی ضرورت ہوتی ہے جو زبان سیکھنے سمجھنے اور بولنے کے لئے ان کے ذہن کو خاص طور پر ڈھال لیتے ہیں۔¹⁴

دیگر بہت سے محققین اس بات کی طرف اشارہ کرتے نظر آتے ہیں کہ جانوروں کی طرح کا زبان کا نظام انسان میں نظر نہیں آتا ہے۔ نوم چومسکی (Noam Chomsky) کے مطابق نوع انسانی کے کسی ایک فرد میں ایک ہی موقع میں (single chance mutation) تبدیلی واقع ہوئی تھی جس میں زبان کی صلاحیت ایک کامل یا کامل کی قریب ترین شکل میں انسان کے وسط دماغ میں نصب کر دی گئی۔¹⁵ اس طرح لو سٹریوس (Lucretius) نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ زبان دراصل ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنے والے افراد کی اجتماعی ابلاغی کارروائیوں سے ابھر کر سامنے آئی ہے۔⁽¹⁶⁾

مندرجہ بالا بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ابتدائے زبان کے نظریات کو ہم پانچ اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔
۱۔ الہامی سرچشمہ زبان: الہامی سرچشمہ زبان میں قرآن حکیم، بائبل اور دیگر مذاہب کے زبان کے متعلق تصورات شامل ہیں جن کے مطابق زبان اور کلام کی صلاحیت اللہ عزوجل نے انسان کو عطا فرمائی تھی۔

۲۔ قدرتی آوازوں کا ذریعہ: اس نظریہ کے مطابق انسان نے اپنے ارد گرد موجود جانوروں اور دیگر آوازوں سے بولنا سیکھا اور ان سے ملے جلے ابتدائی الفاظ تخلیق کیے۔ اسی طرح اس نظریے کے مطابق درد اور خوشی کی صورت میں نکلنے والی بے ساختہ آوازیں بھی زبان کا ماخذ تصور کی جاتی ہیں۔

۳۔ سماجی رابطے کا ماخذ: سماجی رابطے نظریہ کے مطابق انسانوں کو گروہوں میں رہنے کے دوران تحفظ اور ایک دوسرے کی امداد کے لئے ایک دوسرے سے رابطے کی ضرورت تھی۔ اسی ضرورت نے زبان کی تخلیق کی بنیاد ڈالی۔

۴۔ جسمانی موافقت کا ذریعہ: اس نظریہ کے مطابق انسانی اعضاء کے اشاروں اور زبان میں ایک تعلق و ربط ہے۔ پہلے پہل انسانوں کے درمیان رابطے کے لئے جسمانی اشارے وجود میں آئے۔ زبان کی انہی اشاروں سے ملتی جلتی حرکات کی بدولت جو آواز پیدا ہوتی تھی اس سے انسانی نطق کی ابتداء ہوئی۔ انسانی دانت، ہونٹ، منہ، زبان، دماغ اور دیگر اعضاء اس طرح تخلیق کیے گئے ہیں کہ بولنے کے دوران مختلف قسم کی آوازیں پیدا کرنے میں ہم آہنگی قائم کر سکیں۔ ان کے مقامات، روابط اور کورواطی افعال انسانوں کو تمام جانداروں سے مختلف بنادیتے ہیں۔

۵۔ جینیاتی ماخذ: یہ فطرت سے زبان کے حصول کا ایک لسانی نظریہ ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کم از کم زبان کے بارے میں کچھ علم پیداؤش کے وقت ہی انسانوں میں موجود ہے۔ یہ مفروضہ لسانی مورثیت (linguistic nativism) کی تائید کرتا ہے اور اسے سب سے پہلے نوم چومسکی (Noam Chomsky) نے تجویز کیا تھا۔⁽¹⁷⁾

ابتداء لغت سے متعلق مسلم نظریات: اگر مسلمان اہل کلام کی تصنیفات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ معتزلہ کے ابتداءئے زبان سے متعلق نظریے یا اصول تاسیس کی جب تشریح کی گئی تو اس کی تین مستقل صورتیں ہو گئیں:

۱۔ ایک گروہ تو اس بات کا قائل ہوا کہ انسان نے جب آنکھ کھولی تو اسے موجوداتِ عالم میں مختلف آوازیں سنائی دیں۔ کچھ تو حیوانوں کی آوازیں تھیں جو مختلف حالتوں میں جداگانہ کم و کیف سے انکے منہ سے نکلتی تھیں مثلاً مرغی جب چیل کو دیکھتی ہے تو اپنے بچوں کو اس کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے ایک ایک قسم کی موٹی اور مسلسل آواز نکالتی ہے لیکن جب کسی غلہ کا دان پاتی ہے اور بچوں کو اس کے لئے بلاتی ہے تو اس وقت اس کی شفقت و پیار سے بھری آواز میں کچھ اور انداز پایا جاتا ہے۔ اس سے ترغیب و ترہیب کے وقت دو مختلف آوازوں کا نکالنا انسان نے سیکھا۔ اسی طرح دیگر حیوانوں کی آوازوں کو سنتا رہا اور ان کی مختلف حالتوں کے تغیرات کا اندازہ کرتا رہا، پھر درختوں کی جنبش، ہوا کا چلنا، پتوں کا گرنا، پانی کا برسنا، بادل کا گرنا، غرض یہ کہ گوناگوں صدائیں تھیں جو انسان کے گرد و پیش گونج رہی تھیں۔ اب انسان نے بھی چاہا کہ ان آوازوں کو اپنے منہ سے نکالے، چنانچہ جب اس نے اس کا ارادہ کیا، تو اس کا آلہ صوت چونکہ زیادہ لچک دار اور نرم و سبک تھا اس لئے کائنات کی صدائیں اس کے منہ سے جب صدائے بازگشت ہو کر نکلیں تو زیادہ صاف اور زیادہ قابلِ افہام و تفہیم تھیں۔ اسی بناء پر الفاظ کی تعمیر شروع ہو گئی جسے کچھ عرصہ بعد زبان کا رتبہ دے دیا گیا۔

۲۔ دوسرے گروہ نے کہا کہ انسان کی طبیعت میں وضع اصوات کی قابلیت فطری ہے مثلاً شدتِ کرب میں چیخ کا نکلنا، حالتِ مرض میں اضطرابی طور پر ہائے وائے کرنا، خوشی میں واہ کا بے ساختہ کہہ اٹھنا وغیرہ۔ یہ اصوات تعلیمی و اکتسابی نہیں بلکہ طبعی ہیں۔ بعینہ اسی طرح مختلف جذبات و خواہشات کے وقت خود بخود طبیعتِ انسان نے ایک آواز پیدا کی جسے آگے چل کر لفظ کی شان حاصل ہو گئی۔ پھر جب ضروریات اور اشیاء کے اسماء وضع کرنے اور خیالات کے اظہار کا موقع آیا تو اس وقت بھی طبیعت کی خلاق ظاہر ہوئی اور وقتِ قوتِ فاعلہ و قوتِ منفعلہ کی تاثیر و تاثر سے انسان جو کچھ بول اٹھا، انہی طبعی صداؤں اور بولیوں کے مجموعہ سے ایک زبان بن گئی۔

۳۔ تیسرے گروہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جس طرح مختلف اشیاء کے تصادم سے مختلف آوازیں پیدا ہوتی ہیں اسی طرح توائے مدر کہ پر جب خیالاتِ مختلفہ کی ضرب پہنچتی ہے تو اس تصادم سے دماغ میں ایک آواز پیدا ہوتی ہے جس کا لقب زبان پر آکر لقب ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک پتھر کے ٹکڑے سے جب پتھر کو ٹکرایا جائے تو اس کی ایک آواز ہوگی لیکن پتھر کو جب لوہے سے ٹکرایا جائے گا تو اب اس کی جو آواز ہوگی وہ پہلی آواز سے مغائر ہوگی۔ اس طرح پتھر کو مختلف موجودات سے ٹکراتے جائیے تو اختلافِ شے سے اختلافِ صوت حاصل ہوتا جائے گا۔ انسان کا دماغ جس کا ہر حصہ اپنا احساس و ادراک جداگانہ رکھتا ہے، جب انہی توائے دماغیہ پر محسوسات، مسموعات اور مشہودات کی مختلف تاثیروں کی چوٹیں پہنچیں اور خود انسان کے داخلی جذبات و تاثر نے بھی توائے مدر کہ پر ضرب پہنچائی تو ان سے مختلف اور گوناگوں آوازیں پیدا ہوئیں اور انہی مختلف آوازوں کی ترجمانی جب زبان نے اپنی خلقی و فطری قوت و استعداد سے انجام دی تو اس سے زبان پیدا

ہو گئی۔¹⁸ ان تمام نظریات پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانی زبان اور کلام کی ابتداء ایسی گتھی ہے جسے عقلی اور نقلی دلائل کی مدد سے سلجھانے میں انسان ناکام نظر آتا ہے۔ اس سلسلے میں کئی طرح کے نظریات اور دلائل دیے جاتے ہیں مگر کوئی کوئی حتمی نظریہ یا دلیل نہیں ملتی۔ ہر مذہب اپنی زبان کو کائنات کی اولین زبان قرار دیتا نظر آتا ہے تاہم کوئی بھی حتمی بات کہنا مشکل ہے۔ تمام ہی نظریات کی حیثیت قیاس آرائیوں سے زیادہ نہیں ہے۔ تاہم وحی کی روشنی سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ زبان اور نطق انسان کے لئے خدا کا عظیم تحفہ ہے جو نہ صرف انسانی خیالات و احساسات کی ترجمانی کا ذریعہ ہے بلکہ ایک نسل سے دوسری نسل تک انسانی تجربات، مشاہدات اور علم اسی کی بدولت منتقل ہوتا ہے۔ انسان نے کیسے بولنا شروع کیا اور سب سے پہلی زبان کون سی تھی اس سے قطع نظر یہ بات حتمی ہے کہ زمین پر موجود تمام جانوروں میں انسان ہی ہے جس کے پاس کلام اور زبان کا ایسا شاہکار اور اتنا وسیع نظام موجود ہے جو بذات خود انسان کو ورطہ حیرت میں ڈالنے لے لئے کافی ہے۔

کتابیات

- (1) Ray Jackendoff, How did language begin? Linguistic Society of America, Washington, DC, USA, Pg.2
- (2) Albert C. Baugh and Thomas Cable (2005), A History of the English Language, Routledge, London, U.K., Pg. 38
- (3) Salikoko S. Mufwene (2013), The Oxford Handbook of The History of Linguistics, Oxford University Press, U.K, Pg. 13
- (4) Richard Nordquist, Five Theories on the Origins of Language, ThoughtCo.com, Ref: Bernard Campbell "Humankind Emerging" (Allyn & Bacon, 2005), Updated 29-06-2020
- (5) John Rupert Firth (1964), The Tongues of Men and Speech, Oxford University Press, London, U.K, Pg. 25-26
- (6) Margaret Thomas, The Evergreen Story of Psammetichus' Inquiry into the Origin of Language, John Menjamin Publishing Company, Published online: 19 June 2007
<https://doi.org/10.1075/hl.34.1.04tho>
- (7) Israa Burhanuddin Abdurrahman (2019), The Origins of Language, Tikrit University, Iraq, Pg. 1, Link: <https://www.researchgate.net/publication>
- (8) Salikoko S. Mufwene (2013), The Oxford Handbook of The History of Linguistics, Oxford University Press, U.K, Pg. 16
- (9) Israa Burhanuddin Abdurrahman (2019), The Origins of Language, Tikrit University, Iraq, Pg.2, Link: <https://www.researchgate.net/publication>
- (10) Salikoko S. Mufwene (2013), The Oxford Handbook of The History of Linguistics, Oxford University Press, U.K, Pg. 17

- (11) Michael Davis, Rousseau on the Origin of Languages, Published Online: https://udallas.edu/braniff/documents/davis_m_rousseau_eol.pdf
- (12) Salikoko S. Mufwene (2013), The Oxford Handbook of The History of Linguistics, Oxford University Press, U.K, Pg. 23
- (13) Salikoko S. Mufwene (2013), The Oxford Handbook of The History of Linguistics, Oxford University Press, U.K, Pg. 23
- (14) Ray Jackendoff, How did language begin? Linguistic Society of America, Washington, DC, USA, Pg. 3
- (15) Noam Chomsky (1996), Powers and Prospects. Reflections on human nature and the social order, Pluto Press, London, U.K, Pg. 30
- (16) Salikoko S. Mufwene (2013), The Oxford Handbook of The History of Linguistics, Oxford University Press, U.K, Pg. 18
- (17) Israa Burhanuddin Abdurrahman (2019), The Origins of Language, Tikrit University, Iraq, Pg. 1-3
- (18) Syed Suleman Ashraf, Al-Mubeen, Darul Islam, Lahore, Pakistan, 2008, P. 4-5.



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).